OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:1, Issue: 1,Jan -June 2020
DOI:10.51665/al-duhaa.001.01.0062 , PP: 120-133

اسلامی ریاست میں حکمران کی بنیادی شرائط وضوابط : قرآن وسنت کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

The basic conditions and rules of the ruler in the Islamic state:Research review in the context of Qur'an and Sunnah

Published: 10-07-2020
Accepted: 26-05-2020
Received: 25-04-2020

Dr Sajid Mahmood
Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies, Hazara University, Mansehra
Email: sajidzbi@gmail.com

Samiul Haq
Shariah Scholar, Jamia Darululoom Karachi
Email: samijadoon8@gmail.com

Abstract

From the Islamic point of view, the source of all leadership powers is the essence of God Almighty. The essence of God Almighty is the owner of everything and He is the legislator. Man is only his vicegerent and caliph in this universe. It is based on three principles according to the instructions of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him). One is that the rule of God and obedience to the Qur'an and Sunnah is the greatest foundation of the state and government. The second is that the government will be formed at the discretion of the Muslim Ummah through public consultation. And third, the Islamic government is responsible for running the state as well as providing for the collective welfare of society and the needs of all citizens.

There are a few principles that must be found in the leadership of the Islamic State-These principles are mentioned below.

Key words: *leadership, caliph, principles, rule, foundation, discretion, responsible, Islamic State*

تمہید:

اسلام ایک کامل دین اور مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو محض چند عقائد و عبادات اور رسوم کا نام نہیں جس کا تعلق انسان کے معاشی، معاشرتی اور ملکی حالات سے نہ ہو بلکہ ایک ہمہ جہت اور عالمگیر مذہب، دستورِ حیات اور زندگی کے ہر نشیب وفراز کے لئے ایک بے نظیر لائحہ عمل ہے۔ اسلام زندگی کے ہر شعبے اور ہر حالت میں انسانیت کی بھرپور اور کامل راہنمائی کرتا ہے۔ زندگی کے کسی گوشہ اور شعبہ میں اسلام انسان کو تنہا نہیں چھوڑتا۔ انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، فرد کے مسائل و ضروریات ہوں یا قوم و

ملت کے، معاملات ہوں یا سیاسیات، غرض زندگی کے ہر موڑ پر اسلام انسان کو فلاح و کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔ جب سے مسلمان سیاسی طور پر زوال پذیر ہو چکے ہیں تب سے مسلمانوں نے معاملات اور ملکی و قومی مسائل جیسے زندگی کے اہم شعبوں میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور بہت سارے لوگوں نے اسلام کو عقائد و عبادات تک محدود کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمان بحیثیت قوم مزید پستی اور زوال کے شکار ہیں۔

زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح ملکی و قومی قیادت کے اہم ترین مسئلے میں بھی ہم اسلامی تعلیمات سے پہلو تہی کئے ہوئے ہیں، جس کے نتیجے میں دنیا ہی میں ذلت و خواری اور پستی و ناکامی ہماری مقدر بن چکی ہے، عالمی سطح پر مسلمانوں کی کوئی حیثیت نہیں رہی اور نہ ہی ان کی کسی بات اور مطالبے کو درخورِ اعتناء سمجھا جاتا ہے۔ جس کی اصل وجہ اسلامی تعلیمات سے روگردانی، بہترین لیڈرشپ کا نہ ہونا اور باہمی اختلاف وافتراق ہے۔ اس لئے وقت کا تقاضا ہے کہ ان شرائط کو اجاگر کیا جائے جو قومی قیادت کے لئے ضروری ہیں۔

اسلامی ریاست کا مفہوم

اسلامی ریاست سے مراد وہ ریاست ہے جہاں دستوری طریقے پر اسلامی تعلیمات، قوانین اور احکام نافذ ہوں، اور اس ریاست کے حکمران اور قائد مسلمان ہوں، یعنی فقہاء کے نزدیک اسلامی ریاست کی بنیاد دو شرطوں پر موقوف ہے:

- حکمران کا مسلمان ہونا
- اسلامی احکام کا نفاذ

دراصل اسلامی ریاست کا یہ مفہوم کوئی منصوص مفہوم نہیں اور نہ ہی قرآن وسنت میں اس مفہوم کی وضاحت مذکور ہے، اس لیے فقہاء میں اسلامی ریاست کے مفہوم میں کافی اختلاف رہا ہے، ذیل میں ہم اسلامی ریاست کے مفہوم کے بارے میں فقہاء کی ذکر کردہ تعریفات نقل کرتے ہیں:

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تعبر الدار دار الاسلام بظهور احكام الاسلام فيها وان كان جل اهلها من الكفار[1].

ترجمہ: اسلامی ریاست دراصل اسلامی تعلیمات کے نفاذ کا نام ہے اگرچہ اس ریاست میں کفار کی بڑی تعداد کیوں نہ رہتی ہو۔

علامہ ابو یعلی حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كل دار كانت الغلبة فيها لاحكام الإسلام دون احكام الكفر، فهي داراسلام[2].

ترجمہ: ہر وہ ریاست جہاں احکام کفر کی نسبت احکام اسلام کا غلبہ ہو اسلامی ریاست کے زمرے میں آئے گا۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال الجمهور: دار الإسلام هي التي نزلها المسلمون، وجرت عليها أحكام الإسلام[3].

ترجمہ: جمہور کہتے ہیں: کہ دارالاسلام سے مراد وہ ریاست ہے جہاں مسلمان رہتے ہوں اور وہاں اسلامی احکام نافذ ہوں۔

شیخ ابوزہرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

دارالاسلام : هی الدولة التی تحکم بسلطان المسلمین و تکون المنعة و القوة فیها للمسلمین[4].

ترجمہ : اسلامی ریاست سے مراد وہ ریاست ہے کہ جس ریاست کا انتظام مسلمان حکمران کے اختیار میں ہو اور اس کی فوجی اور دفاعی طاقت سب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو۔

ان تمام اجتہادی تعریفات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عصر حاضر میں اسلامی ریاست سے مراد وہ ریاست ہے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو، مسلمان ہی حکمران ہوں اور وہ ملک اپنے آپ کو امتِ مسلمہ کا حصہ قرار دیتا ہو۔

قیادت کا مفہوم

قیادت عربی زبان کا لفظ ہے جو قوداً سے لیا گیا ہے اس کا معنی ہے کسی کے آگے چلنا اور راہنمائی کرنا، جیسے کہا جاتا ہے : قواد الجیش یعنی لشکر کی راہبری کرنا اور اسی طرح قائد الجیش کہا جاتا ہے اس شخص کو جو کسی لشکر کا سربراہ یا کمانڈر ہو۔

لفظ قائد کا استعمال عموما قوم کے رہنما کے لیے ہوتا ہے یا کسی بھی ادارے کے رہنما، امام یا حاکم کے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے اس طرح القائد من الجبل پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں[5]۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ قیادت کے بارے میں فرماتے ہیں :

معاشرہ کے ہر دور میں کسی نہ کسی حد تک تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جب معاشرہ کے افراد ایک ایسی منزل پر پہنچ جائیں جہاں ان میں سے ہر فرد کا پیشہ دوسرے سے الگ ہو تو اس معاشرہ میں ایک مضبوط تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ایک مضبوط تنظیم اجتماعی مفادات کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس معاشرہ کو ایسی خرابیوں سے پاک رکھتی ہے جو ان کے اجتماعی نظم کے لیے خطرہ کا سبب بن سکتی ہیں لہٰذا معاشرہ کے اس اجتماعی نظام کو مضبوط اور قوی رکھنے کے لیے ایک قوت کی ضرورت ہوتی ہے۔شاہ صاحب اسی قوت کو منصب قیادت سے تعبیر کرتے ہیں[6]۔

حکمرانی کے اسلامی اصول وضوابط

اسلامی نقطہ نظر سے قیادت کے تمام اختیارات کا سرچشمہ اللہ تعالی کی ذات ہے۔اللہ رب العزت کی ذات ہی ہر چیز کی مالک اور وہی قانون ساز ہے۔انسان اس کائنات میں صرف اس کا نائب اور خلیفہ ہے اسلامی ریاست کی بنیاد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق تین اصولوں پر ہے۔ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور قرآن وسنت کی اطاعت ریاست و حکومت کی سب سے بڑی اساس ہے۔دوسرا یہ کہ حکومت کا قیام امت مسلمہ کی صوابدید پر عوامی مشاورت کے ذریعہ ہوگا۔اور تیسرا یہ کہ اسلامی حکومت نظم مملکت کو چلانے کے ساتھ ساتھ معاشرہ کی اجتماعی کفالت اور تمام شہریوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی بھی ذمہ دار ہے۔

ذیل میں اسلامی ریاست کے کچھ اصول تحریر کیے جاتے ہیں:

- اسلامی ریاست میں قائد اور حاکم خود سر نہیں ہوتے بلکہ وہ اللہ تعالی کے نائب ہونے کی حیثیت سے نظام چلاتے ہیں، وہ اللہ رب العزت کے بنائے ہوئے قوانین کا نفاذ ایک نائب کی حیثیت سے کرتے ہیں۔
- اسلامی ریاست میں قیادت کے انتخاب کا معیار تقوی پر ہے۔

- اسلامی ریاست میں قائد کو اس بات کا تصور دیا جاتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اپنی ذمہ داریوں کا مسئول ہوگا۔
- اسلامی ریاست میں قیادت کی حیثیت سردار کی نہیں بلکہ ایک خادم کی ہے۔
- اسلامی ریاست میں مملکت کا سربراہ اللہ تعالی اور رسول ﷺ کی تعلیمات کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔
- اسلامی ریاست میں قیادت تمام حدود و قیود کی پابند ہوتی ہے۔
- اسلامی ریاست میں حاکم اور قائد شریعت کے احکامات میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔
- اسلامی ریاست میں حاکم کی حیثیت ایک امین کی طرح ہے وہ اموال ریاست کو ذاتی تصرفات میں نہیں لا سکتا۔
- اسلامی ریاست میں اگر قائد کسی جرم کا مرتکب ہو تو اس کی سزا بھی ایک عام انسان کی طرح ہوگی۔
- اسلامی ریاست میں قائد کو عدلیہ کے مقابلے میں کوئی تحفظ نہیں دیا جاتا۔

حاصل یہ کہ اسلام میں ریاست اور قیادت کا نقطہ نظر ہر انسان کے لیے ہے یہاں اس بات کو ملحوظ نہیں رکھا گیا کہ وہ کہاں پیدا ہوا، اور اس کی حیثیت کیا ہے بلکہ اسلام ایک مکمل مساوات کے ساتھ انسانی رتبے کو ملحوظ رکھتا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ ﷺ نے اس پیغام کو آنے والی تمام انسانیت تک منتقل کیا:

> "لوگو! سن لو کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی کوئی عجمی کسی عربی پر فوقیت رکھتا ہے۔ گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی برتری نہیں۔ سب آدم کی اولاد ہیں اور کوئی چیز انسان کو ممتاز کرتی ہے تو وہ اس کا نیک عمل ہے آپس میں انصاف اور نرمی سے پیش آؤ جو خود کھاتے ہو وہ دوسروں کو بھی کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو وہ دوسروں کو بھی پہناؤ[7]"۔

اسلام نے لوگوں کو کسی نسل، رنگ، زبان، وطن یہاں تک کہ مشترکہ مفاد کی بنیاد پر مربوط نہیں کیا بلکہ اس کے عقیدے اور اپنے مالک اور خالق کے ساتھ اس کے تعلق کی بنیاد پر کیا۔

اسلامی ریاست کے اہداف و مقاصد

شریعت اسلام میں ریاست بذات خود کوئی مقصد نہیں بلکہ صرف مقصد کا ذریعہ ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی امت کی تشکیل جو عدل و انصاف کے عالمگیر اصول کی علمبردار ہو۔ قرآن حکیم نے انبیاء و رسل کی بعثت کا مقصد یہ قرار دیا:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ﴾[8].

ترجمہ: ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور میزان عدل تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

دوسری آیت میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ فرمایا:

﴿وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا ؕ﴾[9]

ترجمہ: اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے گرائی جا چکی ہوتیں۔

اس کے بعد فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ

الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾[10].

ترجمہ : یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انکو ملک میں حکومت دے دیں تو نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

پس ان دو آیات میں ریاست کا مقصد ایک تو یہ فرمایا کہ ظلم وعدوان کا روکنا عدل وانصاف قائم کرنا، اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے روکنا۔ گویا دوسرے لفظوں میں اسلامی ریاست کا مقصد یہ ہے کہ ایسے اجتماعی حالات پیدا کرنا جن میں انسان اللہ تعالی کے وضع کردہ قانون فطرت یعنی اسلام کے مطابق زیادہ سے زیادہ روحانی اور اجتماعی زندگی بسر کر سکیں۔

اس میں شک نہیں کہ اس مقصد کا حصول زیادہ تر اجتماعی حالات پر موقوف ہے، کیونکہ آپ اپنی نیکی کے باوجود جماعت کے اندر رہ کر الگ تھلگ صحیح اسلامی زندگی بسر نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ معاشرہ جس میں آپ رہتے ہیں اس بات پر اتفاق نہ کرے کہ ہم اپنے معاملات میں اسلامی طور طریقے اختیار کریں گیں اس وقت تک آپ اپنی زندگی کو اس شکل میں نہیں ڈھال سکتے جس شکل کا اعمال وافعال کی صورت میں اسلام ہم سے متقاضی ہے۔ دسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے اعمال وافعال کی اخلاقی قدر وقیمت اور اسی طرح روحانی مدارج کا تدریجی ارتقاء کسی ایسی چیز پر موقوف ہے جو آپ کی ذات سے باہر ہے اور اس امر سے وابستہ ہے کہ آپ جن لوگوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں وہ آپ کے اس نیک مقصد میں معاون اور مددگار اور قدم قدم پر آپ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، یہی وہ اسلامی معاشرہ ہے جس کی توقع ہم اسلامی ریاست سے رکھتے ہیں اور ایک اسلامی ریاست کا سب سے بڑا مقصد یہی سمجھتے ہیں کہ جس ریاست میں درج ذیل مقاصد کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہو :

- اسلام کے قانون کو ملک کا قانون ٹھہرایا جائے۔
- ریاست کے لیے ایسا اسلامی نظام پیش کیا جائے جو صرف عقائد کی حد تک نہیں بلکہ زندگی کے اجتماعی اور معاشی معاملات میں بھی عمل کرے۔
- ریاست میں ایسے اصولوں اور قوانین کا نفاذ کیا جائے جس سے ریاست میں عدل وانصاف کا بول بالا ہو۔
- ریاست میں اتفاق واتحاد کی طاقت سے نہ صرف اندرونی خلفشار کو دور کیا جائے بلکہ بیرونی خطرات سے بھی ریاست کو محفوظ بنایا جائے۔
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت کو دنیا کے کونے کونے میں عام کیا جائے۔
- حاصل یہ ہے کہ یہ وہ مقاصد ہیں جو اسلامی ریاست کی تشکیل کے لیے نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور انہی مقاصد کی تعلیم اور عملی نمونہ آپ ﷺ نے اپنی ریاست میں پیش کیا[11]۔

اسلامی ریاست میں حکمرانی کی شرائط

اسلامی ریاست میں کے اندر چند اصولوں کا پایا جانا ضروری ہے ذیل انہی اصولوں کا تذکرہ درج کیا جاتا ہے۔

1۔ مسلمان ہونا

اسلامی ریاست میں قائد اور قیادت کے لیے سب سے پہلی اور بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو، غیر مسلم اسلامی ریاست میں قیادت کے عہدے پر فائز نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے :

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ ﴾ [12].

ترجمہ : مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب اختیار ہیں ان کی بھی .

امام طبری، امام قرطبی، اور امام ابن کثیر رحمھم اللہ سمیت جمہور مفسرین کے نزد﴿ وَ أُولِي الْأَمْرِ ﴾ سے مراد مسلمانوں کا خلیفہ اور حکمران ہے، اور آیت میں لفظ﴿ مِنْكُمْ ﴾ اس پر صراحتا دلالت کرتا ہے کہ مسلمانوں کا خلیفہ اور حکمران انہی میں سے ہوگا[13]۔

دوسری جگہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں :

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴾[14].

ترجمہ : اے اہل ایمان ! مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لو۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :[15]

اس آیت میں غیر مسلموں کو اپنے اندرونی معاملات میں رازدار اور دوست بنانا ناجائز قرار دیا گیا ہے، جب کافر کو رازدار اور دوست بنانا ناجائز نہیں تو اس کو خلیفہ قائد اور حکمران بنانا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

مولانا گوہر رحمان رحمہ اللہ اپنی کتاب "اسلامی سیاست" میں لکھتے ہیں :

اسلامی حکومت کا مقصد دین اسلام کا نفاذ ہے تو جو شخص اس دین پر ایمان نہ رکھتا ہو، وہ اس کو نافذ اور قائم کس طرح کرے گا؟ کوئی قوم ریاست کے بنیادی نظریئے اور اس کے اساسی دستور سے انکار کرنے والوں کو ذمہ داری کے منصب پر نہیں بٹھا سکتی[16]۔

2۔ مرد ہونا

اسلامی ریاست کے خلیفہ اور قائد کے لیے دوسری بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ مرد ہو ، قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے :

﴿ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ ﴾[17].

ترجمہ : مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے بعضوں کو بعض پر فوقیت دی۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

أي: لأن الرجال أفضل من النساء ، والرجل خير من المرأة ؛ ولهذا كانت النبوة مختصة بالرجال وكذلك المُلْك الأعظم[18]۔

ترجمہ : اس لیے کہ مرد عورتوں سے افضل ہے، یہی وجہ ہے کہ نبوت ہمیشہ مردوں میں ہی رہی اور اسی طور پر خلیفہ بھی مرد ہی بن سکتا ہے۔

صحیح بخاری میں اللہ کے رسول ﷺ کی یہ حدیث منقول ہے کہ جب آپ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے اپنے بادشاہ کسریٰ کی بیٹی کو باپ کی جگہ ملکہ مقرر کر لیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا :

لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً[19].

ترجمہ : وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جو قیادت کا منصب کسی عورت کے حوالہ کر دے۔

ایک اور موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا :

إذا كان أمراؤكم خياركم وأغنياؤكم سمحاءكم وأموركم شورى بينكم فظهر الأرض خير لكم من بطنها وإذا كان أمراؤكم شراركم وأغنياؤكم بخلاءكم وأموركم إلى نسائكم فبطن الأرض خير لكم من ظهرها[20].

ترجمہ: جب تمہارے حکمران اچھے لوگ ہوں تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارے معاملات باہمی مشورہ سے طے ہوں تو زمین کا ظاہر اس کے باطن سے تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر لوگ ہوں تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے معاملات عورتوں کے سپرد ہوں تو اس وقت زمین کا بطن تمہارے لئے اسکے ظاہر سے زیادہ بہتر ہے۔

قیادت وسیادت پوری عقلمندی، ذہانت اور ہوشیاری کا تقاضا کرتی ہے، حالانکہ عورتیں عقل ودانش کے اعتبار سے انتہائی ناقص ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ[21].

ترجمہ: ایک زیرک انسان کی عقل کو زائل کرنے والی، اس چیز سے جو عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص اور کم ہو، میں نے تم عورتوں سے زیادہ کوئی اور چیز نہیں دیکھی۔

چوں کہ منصب خلافت ایک جاں گسل منصب ہے تو بھلا صنف نازک میں اس منصب کی سنبھالنے کی کب سکت ہوتی ہے، دوسرا یہ کہ اس منصب کی بھاری بھر ذمہ داریاں ہیں مثلاً قتل وقتال، معاہدات، ہمہ وقت دشمن پر نظر رکھنا، ریاست کے دوسرے داخلی وخارجی امور وغیرہ، تو ان ذمہ داریوں پر نظر رکھنا اور اس پر پورا اترنا ایک عورت کے بس کا روگ نہیں۔ ان وجوہات کی بنا پر علماء امت کا اجماع ہے کہ اسلامی ریاست کے خلیفہ اور قائد کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ مرد ہو، عورت حکمراں نہیں بن سکتی، امام بغوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اتفقوا على أن المرأة لا تصلح أن تكون إماماً ولا قاضياً ، لأن الإمام يحتاج إلى الخروج لإقامة أمر الجهاد ، والقيام بأمورالمسلمين ، والقاضي يحتاج إلى البروز لفصل الخصومات ، والمرأة عورة لا تصلح للبروز ، وتعجز لضعفها عند القيام بأكثر الأمور[22].

ترجمہ: علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت اس قابل نہیں کہ وہ امامت یا قضاء کے منصب پر فائز ہو، اس لیے کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ جہاد کے لیے اور لوگوں کی مشکلات کے حل کے لیے گھر سے باہر نکلے، اور قاضی کے لیے لازمی ہے کہ لوگوں کے جھگڑوں کو حل کرنے کے لیے لوگوں کے درمیان میں آئے اور عورت تکوینی اعتبار سے کمزور بھی ہے لہٰذا بہت سارے کام اس کی استطاعت سے باہر ہیں۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ "المغنی" میں لکھتے ہیں:

ان المرأة لا تصلح للإمامة العظمى ولا لتولية البلدان ولهذا لم يول النبي صلى الله عليه و سلم ولا أحد من خلفائه ولا من بعدهم امرأة قضاء ولا ولاية بلد فيما بلغنا ولو جاز ذلك لم يخل منه جميع الزمان غالبا[23].

ترجمہ: عورت امامت کبریٰ اور شہروں کی ولایت (گورنری) کے قابل نہیں، اس لیے کہ نہ رسول اللہ ﷺ نے نہ خلفائے راشدین نے اور نہ ان کے بعد دیگر امراء نے کسی بھی عورت کو قاضی کے منصب پر اور نہ ہی کسی ریاست کی گورنری پر مامور فرمایا، اگر یہ بات جائز ہوتی تو اسلامی تاریخ کا کوئی بھی دور عورتوں کی خدمات سے

خالی نہ ہوتا۔

3۔آزاد ہونا

اسلامی ریاست کے خلیفہ اور قائد کے لیے تیسری بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ **آزاد** ہو یعنی غلام نہ ہو، خلیفہ اور قائد کا آزاد ہونا اس لیے ضروری ہے کہ یہ (آزاد ہونا) انسان کا مکمل وصف ہے چنانچہ جس شخص کو قیادت کی ذمہ داری سونپی جارہی ہے وہ کسی درجہ میں بھی اپنے رعایا سے کم نہ ہو اور غلامیت میں بندہ کے پاس اپنی ولایت کا اختیار نہیں ہے تو وہ دوسروں پر کیسے ولایت کرسکے گا۔

علامہ ماوردی رحمہ اللہ "الاحکام السلطانیہ" میں لکھتے ہیں:

تشترط الحرية ، لأن نقص العبد عن ولاية نفسه يمنع من انعقاد ولايته على غيره ، ولأن الرق لما منع من قبول الشهادة كان أولى أن يمنع من نفوذ الحكم وانعقاد الولاية[24].

ترجمہ :آزاد ہونا بھی امام کے لیے شرط ہے، چونکہ غلام میں ولایت کا نقص ہوتا ہے، تو بھلا جو شخص اپنی ذات پر ولایت نہیں رکھتا وہ کسی اور پر کیا ولایت رکھ سکے گا، نیز غلامی قبول شہادت کے لیے مانع ہوتی ہے، اس لیے غلام کا حکم دوسروں پر چلنا دشوار اور ناممکن ہے۔

4۔ بالغ ہونا

اسلامی ریاست کے خلیفہ اور قائد کے لیے چوتھی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ بالغ ہو۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ قیادت کے لیے مکمل صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ بچے اور نابالغ میں موجود نہیں ہوتی کیوں کہ بچہ سرے سے شرعی احکام کا مکلّف ہی نہیں، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ ، عَنِ الْمَجْنُونِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ حَتَّى يَفِيقَ ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ[25].

ترجمہ : تین قسم کے آدمیوں سے قلم اٹھالا گیا ہے (یعنی وہ مکلّف نہیں ہیں) سونے والا یہاں تک کہ بیدار ہو جائے، بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور پاگل یہاں تک کہ اس کی عقل لوٹ آئے۔

دوسرا یہ کہ فطری طور پر بھی نابالغ بچہ خلافت کی ذمہ داریاں نبھانے کا اہل نہیں ہوسکتا، کیوں کہ نابالغ بچہ کو تو اپنے اوپر ولایت تامہ حاصل نہیں ہوتا تو وہ دوسروں کا ولی کیسے اور کیوں کر بن سکتا ہے، قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا﴾[26].

ترجمہ : اور کم عقلوں کو ان کا مال جسے اللہ نے تم لوگوں کے لئے سبب معیشت بنایا ہے مت دو ہاں اس میں سے ان کو کھلاتے اور پہناتے رہو اور ان سے معقول بات کہتے رہو۔

5۔ عاقل ہونا

اسلامی ریاست کے خلیفہ اور قائد کے لیے پانچویں بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ عاقل ہو یعنی ذی فہم ہو۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ اگر عقل نہیں تو بندہ شریعت کے احکام کا مکلّف نہیں ہوتا چہ جائے کہ اسے قیادت کا اتنا عظیم منصب سونپا جائے، چنانچہ اسلامی ریاست کے خلیفہ اور قائد کے لیے ضروری ہے کہ وہ زیرک ہوشیار اور عقلمند ہو کہ ہر واقعے کے مناسب لائحہ عمل طے کر

سکتا ہو اور ہر کام مناسب طریقے سے انجام دے سکتا ہو۔ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک وفد آیا جس میں ایک نوجوان تھا جو انتہا درجے کا عاقل اور ذی فہم تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس نوجوان سے حد درجہ متاثر ہوئے، چنانچہ آپ نے اس نوجوان کو پورے قافلہ کی امارت تفویض فرمائی[27].

6۔ عادل ہونا

اسلامی ریاست کے خلیفہ اور قائد کے لیے چھٹی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ عادل ہو۔عدالت سے مراد یہ ہے کہ احکام شرعیہ کا پابند ہو، اعلیٰ اخلاق و کردار کا حامل ہو، صالح اور نیک ہو، اور گناہوں سے اجتناب کرتا ہو۔خلیفہ اور قائد کی سب سے بہترین صفت یہ ہے کہ وہ اپنی رعیت کے لیے ایک اچھا اور مثالی انسان بن کر رہے کیوں کہ لوگ اپنے بادشاہوں کے اخلاق سے متاثر ہوتے ہیں، اور ان کے عادات واطوار کو اپناتے ہیں اور ہر چیز میں ان کی تقلید اور پیروی کرتے ہیں۔چنانچہ خلیفہ اور قائد کا نیک اور صالح ہونا لوگوں کی اطاعت والفت کا سبب بنتا ہے، اعمال کی اصلاح اور اموال میں برکت کا موجب بنتا ہے، رعیت مضبوط ہوتی ہے اور ریاست میں حق اور انصاف کا بول بولا ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے مسلمانوں کو فاسق اور نافرمان شخص کی اطاعت اور تابع داری سے منع کیا ہے، اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں :

﴿وَلَا تُطِيعُوٓا أَمۡرَ ٱلۡمُسۡرِفِينَ ۝ ٱلَّذِينَ يُفۡسِدُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا يُصۡلِحُونَ ۝﴾[28].

ترجمہ : اور حد سے تجاوز کرنے والوں کی بات نہ مانو، جو ملک میں فساد کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

دوسری جگہ ارشاد باری ہے :

﴿وَلَا تُطِعۡ مَنۡ أَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهُۥ عَن ذِكۡرِنَا وَٱتَّبَعَ هَوَىٰهُ وَكَانَ أَمۡرُهُۥ فُرُطًا ۝﴾[29].

ترجمہ : اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے اس کا کہنا نہ ماننا۔

مذکورہ بالا آیات میں فاسق و فاجر شخص کی اطاعت اور تابع داری سے منع کیا گیا ہے، تو بھلا جس شخص کی اطاعت جائز نہیں اس کو قیادت وخلافت کے عالی منصب پر کیسے فائز کیا جا سکتا ہے؟اسلامی ریاست کے خلیفہ اور قائد کے لیے عادل ہونا بہر حال ضروری ہے، لیکن کسی شخص کے عادل ہونے کا کیسے پتہ چلے گا۔اس میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ صرف عدالت ظاہری کو کافی گردانتے ہیں یعنی اس کے ظاہری اعمال میں فسق وفجور ظاہر نہ ہو، جب کہ صاحبین رحمہما اللہ تزکیۃ الشہود کے ذریعے اس کی تحقیق کو بھی لازمی قرار دیتے ہیں، اس ضمن میں متاخرین علماء امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو مختار قرار دیتے ہیں[30]۔

7۔ عالم ہونا

اسلامی ریاست کے خلیفہ اور قائد کے لیے ساتویں بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ عالم ہو۔یعنی قائد ایک ایسا عالم ہو جو احکام شریعت سے واقف ہو اور قرآن مجید، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع اور قیاس سے مسائل کا طریقہ استنباط جانتا ہو اور اجتہادی مسائل کا حل نکالنا جانتا ہو اس کے ساتھ ساتھ اسے معاشرتی، ثقافتی، اقتصادی، سیاسی امور اور حالات حاضرہ کے تغیرات پر مکمل واقفیت حاصل ہو[31]۔رہی یہ بات کہ خلیفہ کے علم کا معیار کیا ہونا چاہیئے، اس بارے علامہ ماوردی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

العلم المؤدي إلى الاجتهاد في النوازل والأحكام[32].

ترجمہ : خلیفہ کے لیے اتنا علم ضروری اور لازمی ہے کہ وہ پیش آمدہ واقعات و معاملات میں اجتہاد کر سکتا ہو۔

اسلامی ریاست کا مقصد اقامت دین ہے تو جو شخص دین کا بقدر ضرورت علم بھی نہ رکھتا ہو، تو وہ اس مقصد کیسے حاصل کر پاسکے گا؟ کوئی قوم اس شخص کو کبھی بھی اپنا قائد اور سربراہ نہیں بناسکتی جو ریاست کے دستور اور اساس سے بالکل ناواقف ہو۔

8۔ امین (امانت دار) اور قوی (طاقتور) ہونا

اسلامی ریاست کے خلیفہ اور قائد کے لیے نویں بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ امین (امانت دار) اور قوی (طاقتور) ہو۔ قوت اور امانت حاکم میں پائی جانے والی انتہائی اہم صفات میں سے ہیں، اس لیے کہ ان دونوں صفات کے بغیر حاکم اپنی ذمہ داری کامیاب طریقے سے انجام نہیں دے سکتا۔ انسانی نظاموں میں جو کمزوریاں اور نقائص پیدا ہوتی ہیں یا جو مشکلات سامنے آتی ہیں ان کی بنیادی وجہ حکام بالا اور خصوصا قیادت کی خیانت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری ہے:

﴿وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝﴾[33].

ترجمہ: اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے (یوسف علیہ السلام کو) میرے پاس لاؤ میں اسے اپنا مصاحب خاص بناؤں گا پھر جب بادشاہ ان سے (یوسف علیہ السلام سے) گفتگو کی تو کہا کہ آج سے تم ہمارے ہاں صاحب منزلت ہو اور امانت دار ہو، یوسف علیہ السلام نے کہا مجھے ملکی خزانوں پر (وزیر وامین) مامور کردو، بے شک میں (اس عہدہ امانت کی) خوب حفاظت کرنے والا اور جاننے والا ہوں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَھْلِھَا ۙ﴾[34].

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچادو۔

قرآن کریم اس بات کی بہت سخت تاکید کرتا ہے کہ قیادت وریاست کے امور ایسے امین اور قوی شخص کے سپرد کیے جائیں جن سے لوگوں کی عزت وآبرو اور جان ومال محفوظ رہیں، اسی لیے اللہ تعالی سیدنا شعیب علیہ السلام کی بیٹی کی زبانی ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝﴾[35].

ترجمہ: (شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے کہا) اے باپ! اسے نوکر رکھ لے بے شک بہتر نوکر جسے تو رکھنا چاہے وہ ہے جو طاقتور اور امانت دار ہو۔

اگر چند بکریوں اور بھیڑوں کے چرانے والے میں قوت اور امانت ضروری ہیں تو جس شخص کو لوگوں کے جان ومال اور عزت وآبرو کا محافظ مقرر کیا جائے گا اس کا مذکورہ صفات سے متصف ہونا بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔

احادیث سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ خلیفہ اور قائد قوی (طاقتور) ہو۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا:

يا رسول الله : ألا تستعملني ؟ ، قال : فضرب بيده على منكبي ثم قال : يا أبا ذر إنك ضعيف وإنها أمانة وإنها يوم القيامة خزي وندامة إلا من أخذها بحقها وأدى الذي عليه فيها[36].

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عامل نہ بنائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا

ہاتھ مبارک میرے کندھے پر مار کر فرمایا اے ابوذر تو کمزور ہے اور یہ امارت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے سوائے اس کے جس نے اس کے حقوق پورے کئے اور اس بارے میں جو اس کی ذمہ داری تھی اس کو ادا کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صاحب اقتدار اور حکمران کے لیے امانت دار اور اس عہدہ وذمہ داری اور امانت کا صحیح محافظ ہونا، طاقتور ہونا اور امور اقتدار سے واقف ہونا ضروری ہے۔

9۔ اہلیت کا ہونا

اسلامی ریاست کے خلیفہ اور قائد کے لیے دسویں بنیادی شرط یہ ہے کہ مذکورہ تمام شرائط کے ساتھ اس میں (خلیفہ اور قائد میں) قیادت کی اہلیت بھی موجود ہو۔ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

من استعمل عاملا على قوم ، وفي تلك العصابة من هو أرضى لله منه ، فقد خان الله ، وخان رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وخان جميع المسلمين[37].

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس نے کسی قوم کا وزیر مقرر کیا،اور اس جماعت میں اس آدمی سے زیادہ اللہ کا پسندیدہ بندہ تھا (یعنی اس سے زیادہ اہل شخص موجود تھا)،تو اس نے اللہ کے ساتھ خیانت کی ،اور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی خیانت کی،اور تمام مسلمانوں کے ساتھ بھی خیانت کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حکومت کی ذمہ داری اللہ اور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پوری قوم کی اجتماعی امانت ہے، اس لیے حکمران میں اس عہدہ کی اہلیت کا موجود ہونا نہایت ضروری ہے،اور اس عہدہ کو نااہل کے سپرد کرنا امانت کے ضیاع کے مترادف ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إذا ضيعت الأمانة فانتظر الساعة ، قال : كيف إضاعتها يا رسول الله ؟ ، قال : إذا أسند الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة[38].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب امانت ضائع ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا اس کا ضائع ہونا کس طرح ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جب کام نا اہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

نتائج بحث

- اسلامی ریاست سے مراد وہ ریاست ہے جہاں دستوری طریقے پر اسلامی تعلیمات، قوانین اور احکام نافذ ہوں ،اور اس ریاست کے حکمران اور قائد مسلمان ہوں، یعنی فقہاء کے نزدیک اسلامی ریاست کی بنیاد دو شرطوں پر موقوف ہے:
  1. حکمران کا مسلمان ہونا
  2. اسلامی احکام کا نفاذ
- اسلامی تعلیمات کے تناظر میں حکمرانی کا پہلا اصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور قرآن وسنت کی اطاعت ہے۔

- دوسرا اصول یہ ہے کہ حکومت کا قیام اور حکومتی اراکین کا انتخاب عوامی مشاورت سے ہوگا۔
- اور تیسرا اصول یہ کہ نظم مملکت کو چلانے کے ساتھ ساتھ معاشرہ کی اجتماعی کفالت اور تمام شہریوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری بھی حکمرانوں پر ہوگی۔
- اسلام میں ریاست کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی امت کی تشکیل جو عدل وانصاف کے عالمگیر اصول کی علمبردار ہو۔
- اسلامی ریاست میں حکمران کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اس طرح مرد ہونا اور آزاد ہونا بھی حکمرانی کی شرائط میں شامل ہیں جس پر تفصیلی دلائل اس ریسرچ پیپر میں موجود ہیں۔
- بالغ ہونا اور عاقل ہونا بھی حکمرانی کی شرائط میں ہیں کیوں کہ نابالغ اور بے وقوف شخص کسی قوم کی حکمرانی کا حق ادا نہیں کر سکتا ہے اس لئے اسلام نے اس کا لحاظ رکھا۔
- اسلامی تعلیمات کے تناظر میں حکمران کا عادل اور امین ہونا ضروری ہے کیوں کہ ظالم اور خائن حکمران ریاست کے لئے ایک مصیبت سے کم نہیں ہوتا۔
- اس طرح عالم ہونا بھی ضروری ہے لیکن یہاں عالم ہونے سے مراد ماہر سیاسیات ہونا مراد ہے۔
- اس طرح ایک اہم شرط یہ ہے کہ حکمران اس عہدے کا اہل ہو۔ اگر وہ اس کا اہل نہ ہو اور اس عہدے کو احسن طریقے سے نہ چلا سکتا ہو تو پھر اس کو یہ عہدہ نہیں دینا چاہئے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1] - ابو یوسف، المبسوط، مؤسسة قرطبة القاهرة. جزء:۱۰، ص:۱۴۴
Abū Yoūsaf, Al-Mabsūṭ, (M,assisah Qurṭbat, Al-Qāhirat), Vol:10, P:144

[2] - ابو یعلی حنبلی، المعتمد فی اصول الدین، دار ابن کثیر، الیمامۃ بیروت، ص: ۲۷۶
Abū Ya'lā Ḥanbalī, Al-Mu'tamad fī Uṣūl Al-Dīn, (Dār Ibn Kathīr, Al-Yamāmat, Berūit), P:276

[3] - محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیۃ، احکام اہل الذمۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت - لبنان، ج: ۲، ص: ۷۲۸
Muḥammad bin Abī Bakar Ibn Qayyam Al-Jawziyyat, Aḥkām Ahl al-Zimmat, (Dār al-Kutub Al-'lmiyyat, Berūit, Labnān), Vol:02, P:728

[4] - ابو زہرۃ، العلاقات الدولیۃ فی الاسلام، مؤسسة قرطبة القاهرة. ص:۵۶
Abū Zahrat, Al-'lāqāt al-Dawliyyat fī al-Islām, (M,assisah Qurṭabat Al-Qāhirat), P:56

[5] - محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری، لسان العرب، دار صادر بیروت، ج:۱۱، ص:۳۲۱
Muḥammad bin Mukarrum bin Manẓūr Al-Afrīqī Al-Miṣrī, Lisān Al-'rab, (Dār Ṣādar, Berūit), Vol:11, P:321

[6] - شمس الرحمان محسن، شاہ ولی اللہ کے عمرانی نظریے، ص:۱۰۱
Shams al-Raḥmān Muḥsin, Shāh Walī Allāh Kay 'mrānī Naẓriyyay, P:101

[7] -احمد بن حنبل ابو عبداللہ الشیبانی، مسند احمد بن حنبل، مؤسسة قرطبة القاهرة . قال شعیب الارنؤوط: إسناده صحیح، ج:۵، ص:۴۱۱
Aḥmad Bin Ḥanbal Abū 'bd Allāh Al-Shybānī, Musnad Aḥmad bin Ḥanbal, (M,assisah Qurṭabat Al-Qāhirat), Vol:05, P:411

[8] -الحدید: ۲۵

Al-Ḥadīd, Verse:25

[9] - الحج: ۴۰

Al-Ḥajj, Verse: 40

[10] - الحج: ۴۱

Al-Ḥajj, Verse: 41

[11] - داؤد غزنوی، اسلامی ریاست کے اساسی اصول وتصورات، مکتبہ نذیریہ، لاہور، ص: ۱۱

Dāūod Ghaznwī, Islāmī Riyāsat kay Asāsī Uṣūl wa Taṣawwarāt, (Maktabah Nazīriyyat, Lāhore), P:11

[12] - النساء: ۵۹

Al-Nisā,, Verse:59

[13] - محمد بن جریر الطبری، جامع البیان، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ج: ۸، ص: ۴۹۵ / ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبیّ، تفسیر القرطبیّ، دار الکتب المصریۃ القاہرۃ، ج: ۵، ص: ۲۵۸ / ابو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی، تفسیر ابن کثیر، دار طیبۃ بیروت، ج: ۲، ص: ۳۴۲

Muḥammad bin Jarīr Al-Ṭibrī, Jam' Al-Bayān, (M,assisah al-risālah, Berūit),Vol:08,P:495 / Abū 'bd Allāh Muḥammad bin Aḥmad Al-Qurṭabī, Tafsīr Al-Qruṭabī,(Dār Al-Kutub Al-Miṣriyyat, al-Qāhirat, Vol:05, P:258 / Abū al-Fidā, Ismā'īl bin 'umar bin Kathīr Al-Qarshī Al-Demashqī, Tafsīr Ibn Kathīr, (Dār Ṭybat, Berūit), Vol:02,P:342

[14] - النساء: ۱۴۴

Al-Nisā,, Verse:144

[15] - قرطبیّ، تفسیر القرطبیّ، ج: ۵، ص: ۴۲۵

Qurṭabī, Tafsīr al-Qurṭabī, Vol:05,P:425

[16] - مولانا گوہر رحمان، اسلامی سیاست، مکتبہ تفہیم القرآن، مردان، ص: ۳۶۴

Mowlānā G-ūhar Raḥmān, Islāmī Siyāsat, Maktabah Tafhīm Al-Qurān, Mardān, P:364

[17] - النساء: ۳۴

Al-Nisā,, Verse:34

[18] - ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج: ۲، ص: ۲۹۲

Ibn Kathīr, Tafsīr Ibn Kathīr, Vol:02,P:292

[19] - محمد بن إسماعیل ابو عبداللہ البخاری الجعفی، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی کسری وقیصر، دار ابن کثیر، الیمامۃ بیروت، ج: ۴، ص: ۱۶۱۰

Muḥammad bin Ismā'īl Abū 'bd Allāh al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī, Kitāb al-Maghāzī, Chapter:Kitāb Al-Nabī (PBUH),Ilā Kisrā wa Quṣar, (Dār Ibn Kathīr, Al-Yamāmat, Berūit), Vol:04,P:1610

[20] - محمد بن عیسی ابو عیسی الترمذی السلمی، سنن الترمذی، کتاب الفتن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ج: ۴، ص: ۵۲۹

Muḥammad bin 'īsā Abū 'ysā Al-Tirmizī, Sunan Al-Tirmzī, Kitāb al-Fitan 'an Rasūl Allāh (PBUH), (Dār Iḥyā, al-turāth al-'rabī,Berūit), Vol:04,P:529

[21] - بخاری، صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم، ج: ۱، ص: ۱۱۶

Bukhārī, Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī,Kitāb al-Ḥayḍ, Chapter: Tark Al-Ḥā,ḍ Al-Ṣwm, Vol:01,P:116

[22] - الحسین بن مسعود البغوی، شرح السنۃ، المکتب الاسلامی دمشق، بیروت، ج: ۱۰، ص: ۷۷

Al-Ḥusain bin Mas'ūd Al-Baghwī, Sharḥ Al-Sunnat, (Al-Maktab Al-Islāmī, Demashq, Berūit),Vol:10,P:77

[23] - عبد اللہ بن احمد بن قدامۃ المقدسی ابو محمد، المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی، دار الفکر، بیروت، ج: ۱۱، ص: ۳۸۱

'bd Allāh bin Aḥmad bin Qadāmat Al-Maqdasī Abū Muḥammad, Al-Mughnī fī Fiqh Al-Imām Aḥmad bin Ḥanbal Al-Shybānī, (Dār Al-Fikar, Berūit), Vol:11,P:381

24 -ابو الحسن علی بن محمد بن محمد الشہیر بالماوردی، الأحکام السلطانیۃ، دار الفکر، بیروت، ج:۱، ص:۱۰۹

Abū Al-Ḥasan 'ly bin Muḥammad bin Muḥammad Al-Māwardī, Al-Aḥkām Al-Sulṭāniyyat, (Dār Al-Fikar, Berūit),Vol:01,P:109

25 -ابو داود سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، کتاب الحدود، باب فی المجنون یسرق او یصیب حدا، دار الفکر، بیروت، ج:۲، ص:۵۴۴

Abū Dāūod Sulymān bin Al-Ash'ath, Sunan Abī Dāūod, Kitāb Al-Ḥudūd, Chapter: fī al-Majnūn Yasriq aw Yuṣīb ḥaddan, (Dār al-Fikar, Berūit), Vol:02,P:544

26 -النساء: ۵

Al-Nisā,, Verse:05

27 -ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی، مصنف عبد الرزاق، المکتب الاسلامی بیروت، ج: ۲، ص: ۳۹۰

Abū Bakar 'bd Al-Razzāq bin Humām Al-Ṣan'ānī, Muṣannaf 'bd Al-Razzāq, (Al-Maktab Al-Islāmī, Berūit), Vol:02,P:390

28 -الشعراء: ۱۵۱، ۱۵۲

Al-Shu'rā,, Verse:151-152

29 -الکہف: ۲۸

Al-Kahf,Verse:28

30 - کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الہمام، فتح القدیر، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج:۶، ص:۴۵۷

Kmāl Al-dīn Muḥammad bin 'bd al-Wāhid Al-Ma'rūf Be Ibn Al-Humām, Fath al-Qadīr, (Dār Iḥyā, al-turāth al-Islāmī,Berūit), Vol:06,P:457

31 - عبد الرحمٰن بن محمد بن محمد ابن خلدون، مقدمۃ ابن خلدون، دار الفکر بیروت، ج: ۱، ص: ۲۴۳

'bd Al-Raḥmān Bin Muḥammad bin Muḥammad Ibn Khaldūn, Muqaddamat Ibn Khaldūn, (Dār Al-Fikar Berūit), Vol:01,P:243

32 - ماوردی، الأحکام السلطانیۃ، ج: ۱، ص: ۵

Māwardī, Al-Aḥkām Al-Sultāniyat, Vol:01,P:05

33 -یوسف: ۵۴، ۵۵

Yoūsaf, Verse:54-55

34 -النساء: ۵۸

Al-Nisā', Verse:58

35 -القصص: ۲۶

Al-Qaṣaṣ, Verse:26

36 - مسلم بن الحجاج ابو الحسین القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراہۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج:۳، ص:۱۴۵۷

Muslim bin al-Ḥajjāj Abū Al-Ḥusain Al-Qushyrī Al-Nīsābūrī, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb Al-Amārat, Chapter: Krāhat Al-Amārat Beghyr Ẓrūrat, (Dār Iḥyā, al-turāth al-'arbī,Berūit),Vol:03,P:1457

37 -ابن ابی عاصم، السنۃ لابن ابی عاصم، دار المعرفۃ—بیروت، ج: ۳، ص: ۴۶۲

Ibn-e-Abī 'āṣm, Al-Sunat ly-Ibn Abyv 'āṣm, (Dār Al-Ma'rifat, Berūit),Vol:03,P:462

38 - بخاری، صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب رفع الأمانۃ، ج: ۵، ص: ۲۳۸۲.

Bukhārī, Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī,Kitāb al-Riqāq, Chapter: Raf' Al-Amānat,Vol:05,P:2382